خواتین اسلام کی فقہی خدمات کاایک جائزہ

An Analysis of Muslim Women's Contributions towards Islamic Jurisprudence

ڈاکٹر زینب امین[i] سیما[ii]

Abstract:

Within the Islamic tradition woman has important roles to play. One of her distinguished and sacred duties throughout the Islamic history has been seeking and dissemination of knowledge of shar┘'ah. She has, in this field, contributed along with men equally with full devotion and zeal. The history of Muslims is rich with women of great achievements in all walks of life from as early as the seventh century. Since the beginning of Islam, Muslim women have made strong contributions in the development of Islamic Societies. The following article is a narration of the works of those Muslim women who contributed in the field of fiqh i,e Islamic Jurisprudence. The conclusion to draw from the article is that Muslim woman enjoys a dignified and esteemed status in Islam and contributes valuably in Islamic jurisprudence. The stereotypes that woman has no says in Islam are not based on sound footings.

Key Words: *Contributions, Muslim Women, Islamic Jurisprudence*

اسلام اور مسلمانوں کے امتیازات میں سے یہ امتیازی شان ہر دور میں نمایاں رہی ہے کہ اسلامی اور دینی علوم میں مردوں کی طرح عورتوں نے بھی بھرپورا حصہ لیاہے، تعلیم وتدریس اور نشر واشاعت میں مردوں کے ساتھ دوش بدوش خدمات انجام دیں، خاص طور سے حدیث وفقہ میں عورتیں پیش پیش رہیں۔ صحابیات، تابعیات اور ان کے بعد کی خواتین اسلام نے احادیث کی تدوین وترتیب اور روایت میں نمایاں کام کیے، اسی طرح بطور خاص فقہ میں بھی ان کی شاندار خدمات ہیں، اور بہت سے حفاظ حدیث اور ائمہ فقہ نے اپنی جلالت شان کے باوجود ان سے استفادہ کیا، اس سے پہلے کہ خواتین فقیہات ومفتیات کاذکر کیا جائے، اختصار کے ساتھ فقہ کاتعارف پیش کیا جاتاہے۔

لفظ فقہ کے لغوی معنی: **العلم بالشيء والفهمُ له**[1] ، یعنی کسی شیء کا جاننااور سمجھنا کے ہیں ۔اس طرح واضح ہوتاہے کہ فقہ کی لغوی مراد مطلق علم وفہم اور سمجھنا نہیں، بلکہ لطیف ادراک، دقیق فہم اور متکلم کے غرض کی صحیح معرفت ہے۔ مشہور عربی دان شریف جرجانی (متوفی ۸۱۶ھ) فقہ کا مطلب بتاتے ہوئے کہتے ہیں:

"الفقه هو في اللغة عبارة عن فهم غرض المتكلم من كلامه"[2]

"فقہ کے لغوی معانی متکلم کے کلام سے اس کی غرض کو سمجھناہے"

---

i اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، شہید بے نظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی، پشاور

ii لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، شہید بے نظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی، پشاور

علامہ جاراللہ زمخشری (۵۳۸ھ) نے ان الفاظ میں فقہ کی تعریف کی ہے:

"الفقه حقيقةً: الشق والفتح، والفقيه:العالم الذي يشق الأحكام ويفتش عن حقائقها ويفتح ما استغلق منها"[3]

"فقہ حقیقت میں کسی چیز کو شق کرنے اور کھولنے کو کہتے ہیں اور فقیہ اس عالم کو کہتے ہیں جو احکامات کو شق کرتا ہے' اس کے حقائق کی چھان بین کرتا ہے اور اس کی پوشیدگی کو کھولتا ہے"

اسلام سے قطع نظر اہل عرب کے ہاں لفظ فقہ اپنے لفظی قالب میں مطلق علم و فہم سمیت عام علوم و فنون کے لیے استعمال کیا جاتا تھا، جس میں کسی خاص علم و فن کی تخصیص ملحوظ نہ ہوتی، چنانچہ عربی لغت میں جاننے والے کو "فقیہ" اور علوم میں زیادہ مہارت رکھنے والے کو "فقیہ العرب" اور عالم العرب" کہا جاتا تھا[4]۔ اسلام کی آمد کے بعد اس کی تخصیص کر دی گئی اور علم شریعت پر اس کا اطلاق ہونے لگا، چنانچہ علامہ جوہری (متوفی ۳۹۳ھ) فرماتے ہیں:

"الفِقْهُ: الفهمُ، ثم خُصَّ به عِلْمُ الشريعة[5]"

"فقہ سمجھ بوجھ کا نام ہے، تاہم بعد ازاں اس کا استعمال علم شریعت کے ساتھ خاص ہوا"

مشہور ماہر لغت ابن منظور نے مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"غلبَ على عِلْم الدين لسِيادَتِه وشرفه وفَضْلِه على سائر أَنواع العلم[6] "

"یعنی علم کے تمام انواع پر شرف وفضیلت کی وجہ سے فقہ کا اطلاق علم دین پر غالب ہوا"

صدر اول میں از روئے عرف "فقہ" سے علم دین یا علم شریعت مراد لیا جاتا تھا، اور اس کا مفہوم نہایت وسیع اور اسلامی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی تھا، جس کے ضمن میں اعتقادات، اخلاقیات اور عملی احکام آتے تھے [7]۔ ملا علی القاری ارشاد نبوی (من یرد اللہ بہ خیر أیفقهه فی الدین) کی تشریح کرتے ہوئے دینی تفقہ کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

"قوله يفقهه في الدين أي أحكام الشريعة الطريقة والحقيقة ولا يختص بالفقه المصطلح المتخص بالأحكام الشرعية الفرعية كما ظن"[8]

"فقاہت فی الدین سے مراد شریعت، طریقت اور حقیقت کے احکام کا علم ہے، دینی تفقہ محض مروج علم فقہ کے ساتھ مخصوص نہیں کہ اس کا فقط فروعی احکام کے ساتھ اختصاص پایا جائے، جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے"

قرآن و سنت میں لفظ فقہ اکثر و بیشتر اسی عمومی مفہوم میں وارد ہوا ہے، جس میں فقہ کی نسبت پورے دین کی طرف کی گئی ہے، صرف عملی اور فروعی احکام کے ساتھ اس کو مخصوص نہیں کیا گیا، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ"[9]

"سو کیوں نہ نکلا ہر جماعت میں سے ایک حصہ تاکہ سمجھ پیدا کریں دین میں"

نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حق میں دعا کی:

"اللهم فقهه في الدين"[10]

"اے اللہ، اسے دین میں فقاہت سے نواز دیں"

ایک روایت میں آیا ہے:

"إِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ،وَإِنَّهُمْ سَيَأْتُونَكُمْ مِنْ أَقْطَارِ الأَرْضِ يَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ،فَإِذَا جَاؤُوكُمْ,فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا [11]

"کچھ لوگ تمہارے پاس دور دراز علاقوں سے تفقہ فی الدین کے لیے آئیں گے جب وہ آئیں تو تمہیں میری نصیحت ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا"

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيهٍ[12]"

"اللہ تعالی سرسبز وشاداب رکھے اس شخص کو جس نے ہم سے حدیث سنی اور اس کی حفاظت کی، یہاں تک اسے آگے پہنچایا: اس لیے کہ بعض اوقات فقہ کے حامل سے وہ شخص زیادہ فقاہت کا مالک ہوتا ہے جسے یہ روایت پہنچا رہا ہے اور بہت سارے حاملین فقہ خود فقیہہ نہیں ہوتے"

آپ ﷺ نے قبیلہ بنو ہوازن سے ملنے والے ''مال غنیمت'' کو جب تقسیم کیا تو قریش کے چند نو مسلم افراد کو تالیف قلب کی غرض سے زیادہ حصہ دیا جس پر بعض انصاری صحابہ نے چہ مگوئیاں کیں۔اس پر آپ ﷺ نے صورت حال کی وضاحت کی، اور انصار کو بلا کر ارشاد فرمایا:

"مَا كَانَ حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ؟ قَالَ لَهُ فُقَهَاؤُهُمْ: أَمَّا ذَوُو آرَائِنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا"[13]

"آپ حضرات کی طرف سے مجھے کیا خبر پہنچ رہی ہے، تو انصار کے فقہاء اہل علم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے سمجھ دار لوگوں نے کچھ بھی نہیں کہا"

مذکورہ بالا تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہ، فقیہ اور فقہاء کے کلمات آپ ﷺ، صحابہ اور تابعین کے زبانوں پر بھی جاری تھے۔عہد رسالت میں رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس فقہ وافتاء اور جملہ دینی علوم وامور کا مرکز تھی، ہر قسم کے معاملات ومسائل آپ ﷺ کے سامنے پیش کیے جاتے تھے اور آپ ﷺ ان میں رہنمائی فرماتے تھے، نیز اس زمانہ میں حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، اور حضرت علی رضی اللہ عنہم فتویٰ دیا کرتے تھے، بعض روایات میں ہے کہ عہد رسالت میں صرف حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما فتویٰ دیا کرتے تھے[14]۔

صحابیات میں علم دین حاصل کرنے کا اس قدر اہتمام تھا کہ وہ اس کے لیے اجتماعی طور سے رسول اللہ ﷺ سے تقاضا کرتی تھیں، جیسا کہ امام بخاریؒ نے الجامع الصحیح کی کتاب العلم میں "هَلْ يُجْعَلُ لِلنِّسَاءِ يَوْمٌ عَلَى حِدَةٍ فِي الْعِلْمِ"[15] کا مستقل عنوان قائم کیا ہے، اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے واقعہ نقل کیا ہے کہ:

"قَالَتِ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ ---"[16]

"یعنی رسول اللہ ﷺ سے عورتوں نے کہا کہ آپ کی تعلیم کے بارے میں مرد ہم عورتوں پر غالب ہیں، اس لیے

آپ خود ہمارے لیے ایک دن مقرر فرمائیں اس پر آپ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمالیا، جس میں ان کو وعظ سنایا اور دینی باتوں کا حکم دیا کرتے تھے۔ اس طرح گویا صحابیات کے خصوصی اجتماعات میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے جا کر تعلیم ' تلقین اور وعظ فرمایا کرتے تھے"

صحابیات کے سامنے کوئی دینی بات قابل وضاحت ہوتی تو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے رسول اللہ ﷺ سے وہ مسائل اور دین کی باتیں معلوم کرتی تھیں بلکہ سن رسیدہ عورتیں تو براہ راست آپ ﷺ سے مراجعت کرتی تھی۔ کئی صحابیات نے فقہ وفتوی میں کمال حاصل کیا اور فقیہ و مفتیہ کی حیثیت سے شہرت پائی اور مسلمانوں نے ان کے تفقہ وافتاء پر کامل اعتماد کے ساتھ عمل کیا چنانچہ امام ابن قیم (م ۷۵۰ھ) کی تصریح کے مطابق تقریباً بائیس صحابیات فقہ وفتوی میں مشہور تھیں جن میں سات امہات المؤمنین شامل تھیں۔ اور ان سب میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فقیہ امت کا لقب رکھتی تھیں[17]۔

اس ضمن میں زیادہ شہرت کی حامل چند فقیہات و مفتیات خواتین اسلام کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

1. عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

اللہ نے آپ کو قوی حافظہ عطا فرمایا تھا، چنانچہ بچپن کے جزئی واقعات تک یاد تھے' حد تو یہ ہے کہ بچپن میں کھیل کود کے دوران اگر کوئی آیت ان کے کانوں میں پڑ جاتی تو اس کو بھی یاد رکھتی تھیں، جیسا کہ آپ فرماتی ہیں کہ مکہ میں جب یہ آیت نازل ہوئی" بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ[18] "تو میں کھیل رہی تھی[19]۔

ایک روایت کے مطابق ہجرت کے وقت ان کی عمر آٹھ سال تھی لیکن اس کم سنی اور کم عمری میں ہوش مندی اور قوت حافظہ کا یہ حال تھا کہ ہجرت نبوی کے تمام واقعات بلکہ تمام جزئی باتیں ان کو یاد تھیں۔ ان سے بڑھ کر کسی صحابی نے اس واقعہ کا تمام مسلسل بیان محفوظ نہیں رکھا. آپ احادیث نبوی ﷺ کو نہ صرف یاد رکھتیں، بلکہ ان سے احکام بھی مستنبط کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نہ صرف عورتوں بلکہ مردوں میں بھی منفرد اور ممتاز نظر آتی ہیں۔ قرآن، حدیث، فقہ، علم الکلام، عقائد، علم اسرار الدین، علم طب، تاریخ، خطابت، شاعری اور ادب آپؓ کے مشاغل تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کو قرآن مجید کی ایک ایک آیت کی طرز قرأت، موقع استدلال اور طریقہ استنباط پر عبور کامل حاصل تھا۔ وہ مسئلہ کے جواب کے لئے پہلے عموماً قرآن پاک کی طرف رجوع کرتی تھیں۔ عقائد، فقہ واحکام کے علاوہ آنحضور ﷺ کے اخلاق و سوانح بھی مد نظر رکھتی تھیں، یعنی جواب دیتے وقت سب سے پہلے وہ قرآن کی طرف رجوع فرماتیں، جیسا کہ ایک مرتبہ آپ سے حضور علیہ السلام کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو بولیں: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ قرآن ہی آپ ﷺ کا اخلاق تھا۔ سائل نے مزید دریافت کیا کہ آپ ﷺ کی عبادت شبانہ کا کیا طریقہ تھا؟ فرمایا: کیا سورۃ مزمل میں نہیں پڑھا؟ اس طرح گویا حضرت عائشہ صدیقہؓ کے استنباط کا اصول یہ تھا کہ وہ سب سے پہلے قرآن مجید پر نظر

کرتیں، اس میں ناکامی ہوتی تو احادیث کی طرف رجوع کرتیں، پھر قیاس عقلی کا درجہ تھا۔ ایک صاحب نے متعہ کے بارے میں ان کی رائے پوچھی تو انہوں نے حسب ذیل آیت اس کی حرمت میں پیش کی:

"وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ، إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ"[20]

"جو لوگ اپنی عصمت کی حفاظت کرتے ہیں لیکن اپنی بیویوں کے ساتھ یا اپنی باندیوں کے ساتھ ان پر کوئی ملامت نہیں"

آپ ہمیشہ رسول ﷺ کے اقوال وافعال کے حقیقی مدعا تک پہنچنے کی کوشش کیا کرتی تھیں، یعنی مقصد شریعت اور حکم کی علت پر نگاہ رکھتی تھیں۔ رسول ﷺ کے عہد مبارک میں عورتوں کو مسجد میں آکر نماز پڑھنے کی اجازت تھی اور چاہیے تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اس کو ہمیشہ جائز قرار دیتیں لیکن آپ اچھی طرح واقف تھیں کہ یہ اجازت کس وقت تک قائم رہ سکتی ہے اس لئے آپؓ نے زمانہ مابعد میں عورتوں کی اخلاقی حالت کا تنزل محسوس کر کے فرمایا:

"اگر رسول ﷺ کو معلوم ہوتا کہ عورتوں کی حالت کیا ہو گئی ہے تو آپ ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا تھا"[21]

اس طرح گویا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علت پر حکم کا دار مدار قرار رہی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے آنحضرت کی وفات کے بعد ہی منصب افتاء حاصل کر لیا تھا اور آخر زمانہ تک بقیہ خلفاء راشدین کے زمانوں میں بھی ہمیشہ اس منصب پر ممتاز رہیں. حضرت ابو بکر، عمرؓ، عثمانؓ اور ان کے بعد اپنی وفات تک وہ برابر فتوی دیتی رہیں[22]۔

2. ام سلمہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام ہند اور کنیت ام سلمہ ہے۔ سلسلہ نسب: ہند بنت ابی امیہ سہیل بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔ قریش کے مشہور خاندان بنو مخزوم سے تعلق تھا۔ عقل و فہم میں حضرت ام سلمہؓ تمام بیویوں سے ممتاز تھیں۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ جب ام سلمہؓ سے حضور ﷺ کا نکاح ہوا تو مجھ کو بے حد تردد ہوا کیونکہ میں نے سنا تھا کہ وہ نہایت حسین ہیں، اس لئے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حضور ﷺ کا دل انہی کی طرف مائل ہو جائے گا۔ جب نکاح کے بعد ہم سب ازواج انھیں دیکھنے کے لئے گئیں تو میں نے جس قدر ان کے حسن کے اوصاف سنے تھے ان سے ان کو دوچند پایا۔ میں نے یہ کیفیت حضرت حفصہؓ سے بیان کی۔ انہوں نے کہا بے شک وہ نہایت حسین ہیں، لیکن ساتھ ہی بہت نیک اور عقل مند بھی ہیں، اس لئے ان سے یہ خوف نہیں ہو سکتا کہ ہم میں اور ان میں کسی قسم کی کشیدگی ہو جائے گی۔ آخر ایسا ہی ہوا یعنی جب وہ ہمارے ساتھ رہنے سہنے لگیں تو معلوم ہوا کہ جس قدر اللہ تعالی نے ان کو حسن و جمال کی دولت دی تھی اس سے کہیں زیادہ عقل مندی اور نیکی کی نعمت سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر بظاہر مشرکین مکہ کے ساتھ دب کر صلح کی گئی تھی، اس پر مسلمان انتہائی کبیدہ خاطر بھی تھے، ان کا خیال تھا کہ اس سلسلے میں کوئی حکم خداوندی آجائے گا۔ چنانچہ نبی کے فرمان کے باوجود وہ اپنے ساتھ

لائے ہوئے قربانی کے جانوروں کو ذبح کرنے میں لیت ولعل سے کام لینے لگے تو یہ ام سلمہ ہی تھیں جنہوں نے آنحضور ﷺ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ ﷺ خود اپنی قربانی کا جانور ذبح کریں اور بال ترشوائیں 'کسی سے کچھ نہ کہیئے' آپ کو قربانی کرتے ہوئے اور بال ترشواتے ہوئے دیکھ کر کوئی مسلمان ایسا نہیں ہوگا جو آپ کی پیروی پر آمادہ نہ ہو جائے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے اس مشورہ پر عمل فرمایا، اس طرح تمام مسلمانوں نے آپ ﷺ کی اتباع کی[23]۔

فقہی مسئلوں اور فتاؤوں میں عائشہ صدیقہؓ کے بعد آپؓ کا درجہ ہے۔ گو کہ وہ عمر رسیدہ تھیں تاہم آنحضرت ﷺ ان کی قدر فرماتے۔ کئی خصوصیات کی بدولت وہ عائشہ صدیقہؓ کی ہمسر تھیں، تاہم ایک معمولی اتفاقی واقعہ کے سوا کوئی واقعہ ان کے باہمی اختلاف کا مذکور نہیں۔ بعض ازواج مطہرات نے ان کو سفیر بنا کر انحضرت ﷺ کی خدمت میں اس لئے بھیجا کہ وہ آنحضرت ﷺ سے عرض کریں کہ لوگوں کے تحفے جہاں آپ ﷺ ہوں وہی بھیجے جائیں اور اس کے لیے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی باری کی تخصیص نہ ہو۔ وہ یہ پیغام لے کر عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں آئیں اور نہایت قناعت سے اپنی درخواست پیش کی۔ آپ ﷺ نے جواب دیا وہ خاموش ہو گئیں۔ عائشہ صدیقہؓ نے بھی یہ گفتگو سنی لیکن کوئی ناراضگی ظاہر نہیں کی۔ علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ آپ فقہاء صحابہ کے طبقہ ثانیہ میں شامل ہیں، جن کی تعداد تیرہ ہے[24]۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتوؤں سے ایک رسالہ مرتب کیا جا سکتا ہے۔ آپ کے فتوؤں کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ عموماً متفق علیہ ہیں جو آپ کی نکتہ سنجی اور دقیقہ رس پر دال ہے۔

3۔ زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا

آپ کا پورا نام زینب بنت ابی سلمہ بن عبد الأسد المخزومیہ ہے، آپ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی اور رسول اللہ ﷺ کی پروردہ ہیں، آپ کی وفات ۷۳ھ میں ہوئی۔ ان کے بارے میں علامہ ابن قیم کا کہنا ہے کہ وہ اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے بڑی فقیہہ تھیں[25]۔ ابو رافع تابعی کا قول ہے کہ میں مدینہ میں کسی عورت کو اگر فقیہہ سمجھتا ہوں تو وہ زینب بنت ابی سلمہ ہیں[26]۔ اپنے زمانے میں آپ مدینہ منورہ کی سب سے بڑی فقیہہ عورت تھیں۔

4۔ عمرۃ بنت عبد الرحمن رضی اللہ عنہا

آپ کا پورا نام عمرۃ بنت عبد الرحمن بن اسعد بن زراۃ الأنصاریۃ النجاریہ ہے[27]۔ آپ کی پرورش عائشہ رضی اللہ عنہا نے کی تھی، بڑے بڑے علماء نے آپ کو عادلہ 'ضابطہ، فقیہہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم کی وارث قرار دیا ہے۔ امام زہری کا بیان ہے کہ میں حسب مشورہ عمرۃ رضی اللہ عنہا کی مجلس میں حاضر ہوا تو معلوم ہوا وہ واقعتاً علم کا نہ ختم ہونے والا سمندر ہے[28]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی احادیث و فقہی آراء کا علم سب سے زیادہ رکھتی تھیں[29]۔

5. ام الدرداء الکبریٰ رضی اللہ عنہا:

آپ کا نام ذخیرہ بنت ابی حدرد اسلمی ہے، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں۔ نہایت عالمہ، فقیہہ اور عاقلہ

فاضلہ اور عابدہ خاتون تھیں۔ امام ابن عبد البر نے لکھا ہے:

"وكانت من فضلاء النساء وعقلائهن وذوات الرأي منهن مع العبادة والنسك"[30]

"طبقہ نسواں میں فاضلات وصاحبات عقل ورائے میں سے تھیں۔ عبادت اور پرہیز گاری میں بھی نمایاں تھیں"

امام ذہبی نے ام درداء کو طبقہ ء صحابہ کے حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے اور تذکرۃ الحفاظ میں ان کے بارے میں لکھا ہے:

"كانت فقيهة عالمة عابدة مليحة جميلة واسعة العلم وافرة العقل"[31]۔

"یعنی وہ فقیہہ، عالمہ، عابدہ، حسن وجمال کی مالکہ تھیں اور وسیع علم اور وافر عقل رکھتی تھی"

6۔ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام نسیبہ بنت کعب یا حارث انصاریہ ہے۔ ابن عبد البر نے لکھا ہے:

"كانت من كبار نساء الصحابة رضوان الله عليهم أجمعين"[32]

"وہ صحابیات میں بڑے مقام ومرتبہ کی مالکہ تھیں"

آپ کی حدیث معتبر مانی جاتی تھی، اور بصرہ کے علماء وفقہاء میں ان کا شمار ہوتا تھا، صحابہ اور تابعین ان سے غسل اور میت کا طریقہ سیکھتے تھے[33]۔

7۔حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا

آپ کا پورا نام هجيمة بِنْت حيي الوصابية **الدمشقيه** ہے۔ آپ ایک عالمہ تھیں۔ آپ ام الدرداء صغری رضی اللہ عنہا کے نام سے معروف تھیں کیونکہ ام درداء کے نام سے ایک صحابیہ فقہیہ اور بھی تھیں جن کا ذکر نمبر ۵ پر گزرا ہے۔ فقہ میں ام درداء صغری کی مہارت کا یہ عالم تھا کہ یہ مختلف مسائل میں ایک مستقل نقطہ نظر رکھتی تھیں، مثلاً یہ کہ تشہد میں عورت کو تورک کا حکم ہے، مگر ان کا نظریہ اس سے مختلف ہے، ان کے متعلق تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے:

"كانت ام الدرداء فقيهة وكانت تجلس فى صلاتها جلسة الرجل"[34]

"ام الدردا فقہ کی عالمہ تھیں اور نماز میں تشہد کے وقت مردوں کی طرح بیٹھی تھیں"

8۔فاطمہ بنت محمد بن أحمد السمرقندی

مشہور حنفی عالم شیخ علاء الدین سمرقندی (م ۵۳۹ھ) مصنف تحفۃ الفقہاء کی صاحب زادی تھیں، ان کے شوہر شیخ علاء الدین کاسانی (م ۵۸۷ھ) نے تحفۃ الفقہاء کی شرح البدائع والصنائع کے نام سے لکھی ہے۔ بسا اوقات شرح لکھنے کے دوران جب کبھی ان کے شوہر سے کوئی غلطی ہو جاتی تھی تو ان کو متنبہ کر کے تصحیح کرا دیتی تھی۔ اس سے ان کے تبحر علمی کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ آپ اپنے والد اور شوہر کے ساتھ باقاعدہ فتوی نویسی بھی کرتی تھیں، الجواہر المضیئۃ میں ذکر ہے:

"كانت الفتوى تأتى فتخرج وعليها خطها وخط أبيها وخط زوجها"[35]

"یعنی فتاوے ان کے پاس آتے اور تحریر جواب کے ساتھ باہر آتے تو پر تینوں (فاطمہ، ان کے والد اور ان کے شوہر)

کے دستخط ہوتے"

9۔امۃ الواحد بنت الحسین بن اسماعیل المحاملی

آپ شافعی فقہ کی ماہر تھیں، فقہ شافعی میں مہارت کے علاوہ وہ علم وراثت، علم حساب اور علم نحو بھی بدرجہ کمال جانتی تھیں ان کے بارے میں ذکر ہے:

"حفظت القرآن والفقه والنحو والفرائض والعلوم، وبرعت في مذهب الشافعي، وكانت تفتي مع أبي علي بن أبي هريرة"[36]

"انہوں نے قرآن، فقہ اور نحو کے اصول و قواعد کو زبانی یاد کیا تھا، فقہ شافعی میں ان کو کمال حاصل تھا وہ شیخ ابو علی بن ابوہریرہ کے ساتھ فتوی دیا کرتی تھیں"

ابن جوزی نے ان کے بارے میں لکھا ہے:

"کانت فاضلة من أحفظ الناس للفقة علی مذهب الشافعی"[37]

"وہ نہایت فاضلہ اور فقہ شافعی کی تمام لوگوں کے مقابلے میں بڑی حافظہ تھیں"

اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دور میں فقہ شافعی کا جاننے والا کوئی ان کا ہم سر نہیں تھا اس لیے وہ امام ابو علی بن ابوہریرۃ کے ساتھ فتوی دیا کرتی تھی۔

10۔اخت المزنی صاحب الشافعی

آپ اخت المزنی کے نام سے ہی مشہور ہیں۔ اصل نام کہیں ذکر نہیں ہے۔ امام مزنی جو امام شافعی کے شاگرد خاص تھے ان کی بہن تھی، فقیہہ اور عالمہ تھیں۔ انہوں نے فقہ شافعی کی باقاعدہ تعلیم امام شافعی رحمہ اللہ سے حاصل کی تھیں چنانچہ وہ امام شافعی کی مجلس میں شریک ہوتی تھی اور بعد ازاں خواتین کو فقہی مسائل سکھاتی تھیں [38]۔

11۔زلیخا بن اسماعیل یوسف الشافعی

فقہ شافعی کی ماہر فقہیہ تھیں خواتین کے خصوصی مسائل میں آپ کو اختصاص کا مقام حاصل تھا چنانچہ حیض و نفاس میں عورتیں آپ کے پاس آتی تھیں اور اکثر اوقات آپ سے فتوے لیتی تھی[39]۔

12۔فاطمہ بنت عباس البغدادیۃ:

آپ کی کنیت ام زینب یا ام عیسی ہے آپ بغداد کی فقہیہ اور مفتیہ تھیں، خطیب بغدادی نے آپ کے متعلق لکھا ہے:

"ذکر لی أنها کانت فاضلة عالمة تفتی فی الفقه"[40]

"یعنی ان کے بارے میں مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ عالمہ فاضلہ تھیں اور فقہی مسائل میں فتوی دیا کرتی تھیں"

ابن کثیر (۷۷۴ھ) نے بھی آپ کے فتوی کے بارے میں تصریح کی کہ کانت فاضلة عالمة تفتی فی الفقه[41]۔

13۔ فاطمہ بنت احمد یحییٰ

آپ اپنے وقت میں احکام شرعیۃ میں ماہر سمجھی جاتی تھیں اور فقہی مسائل کے استنباط کی ماہر تھیں۔ فقہی مسائل میں خواتین آپ سے استفادہ کرتی تھی، جب کبھی کسی خاتون کو اشکال ہوتا تو آپ کے پاس آتی اور آپ ان کا مسئلہ حل کرتی[42]۔

خلاصہ بحث:

تاریخ اسلامی میں سے بطور مثال چند فقیہات اور مفتیات خواتین کا تذکرہ پیش کیا گیا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دور اول میں ہی خواتین فقیہات اور مفیتات کو مردوں کے برابر حصول علم اور تدریس کے مواقع فراہم تھے۔ اسلام نے عورت کو اس کے صحیح مقام پر فائز کیا اسے اس کے جائز حقوق سے نوازا۔ عصر حاضر میں مساوات مرد وزن کا نعرہ اپنے مخصوص مفہوم کے ساتھ بلند کیا جاتا ہے، لیکن اسلام نے علمی میدان میں صنفی تفریق سے ہٹ کر مرد وزن کو شرعی حدود کی رعایت رکھتے ہوئے برابر کے مواقع مہیا کیے ہیں۔ فقہ جیسے مشکل علم پر دسترس حاصل کر کے خواتین کا درس وتدریس اختیار کرنا بہت بڑی خدمت ہے۔ حقیقت ہے کہ اگرچہ زندگی کے مسائل کے اظہار اور ان کے حل کے لیے اسلام نے خواتین کے مکالمے میں حوصلہ افزائی کی ہے تاہم بعض مسائل ایسے ہیں جن میں خواتین صرف کسی خاتون سے ہی مکمل وضاحت کے ساتھ استفسار ومکالمہ کر سکتی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 ابن منظور الافریقی: لسان العرب، باب الہا فصل الفاء مادۃ ''فقہ' 522/13، دار الصادر بیروت۔۔ الزبیدی، محمد مرتضی الحسینی الواسطی الحنفی: تاج العروس من جواہر القاموس، باب الہاء فصل الفا 72/19، دار الفکر للطباعۃ النشر والتوزیع بیروت، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء

2 الجرجانی: علی بن محمد بن علی: کتاب التعریفات، ص137، تحقیق ابراہیم الابیاری، دالکتاب العربی بیروت، 1423ھ

3 زمخشری، جاراللہ محمود بن عمر: الفائق فی غریب الحدیث، 134/3 ،دار الفکر بیروت، 1399ھ 1979ء

4 ابن منظور: لسان العرب ''مادہ فقہ'' 522/13

5 الجوہری: اسماعیل بن حماد: الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربی، ۶/ ۲۲۴۳، دار العلم للملایین بیروت لبنان، ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۷ء

6 ابن منظور: لسان العرب ''مادۃ فقہ'' ۱۳/۵۲۲۔۔ زبیدی: تاج العروس، ''مادۃ فقہ'' ۱۹ /۷۲

7 العروسی: محمد تاج عبدالرحمن، دکتور: الفقہ الِاسلامی فی میزان التاریخ، ص ۱۳، ۲۰۰۳م

8 القاری، علی بن سلطان محمد، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ۱ / ۲۹۸۷، مکتبۃ امدادیہ ملتان پاکستان

9 القرآن: التوبہ ۱۲۲

10 بخاری: محمد اسماعیل: الجامع الصحیح: کتاب الوضوء باب وضع الماء عند الخلاء، ۱ / ۶۶ رقم (۱۴۳)، دار ابن کثیر بیروت

11 الترمذی: محمد بن عیسی: جامع ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی الاستیصاء بمن یطلب العلم، حدیث نمبر ۲۶۵۰، دار السلام، الریاض، ۱۹۹۰ء

12 ابوداؤد: السنن، کتاب العلم، باب فضل نشر العلم، ۲/ ۱۷۹ ، حدیث نمبر ۳۶۶۰، دار الفکر بیروت۔

13 الصحیح البخاری مع فتح الباری: کتاب فرض الخمس، باب ماکان النبی ﷺ یعطی المؤلفۃ قلوبہم، 6/ 251، در الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت

14 ابن سعد: طبقات الکبریٰ، 335/3، طبع بیروت

15 بدرالدین العینی: عمدۃ القاری شرح البخاری، کتاب الاعتصام، 47/15 ، دارالفکر بیروت

16 الصحیح البخاری، کتاب العلم، باب ھل یجعل للنساء یوماً علی حدۃ فی العلم

17 الطبقات الکبریٰ، 276/8

18 سورۃ البقرۃ: 124

19 " قال یوسف انی عند عائشۃ ام المومنین قالت لقد انزل علی محمد بمکۃ وانی لجاریۃ ألعب۔(بل الساعۃ موعدھم والساعۃ أدہی و أمر)" صحیح بخاری کتاب التفسیر، باب سورۃ القمر، حدیث نمبر 4595۔

20 سورۃ المؤمنون 5،6۔

21 عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لو أن رسول اللہ ﷺ رأی من النساء ما رأینا لمنعھن من المساجد کما منعت بنو اسرائیل نساءھا قلت لعمرۃ ومنعت بنو اسرائیل نساءھا قالت نعم۔" إمام أحمد بن حنبل، المسند، حدیث: 91/6

22 "کانت عائشۃ رضی اللہ عنہا قد اشتغلت بالفتوی فی خلافۃ أبی بکر وعمر وعثمان وھلم جرا إلی أن ماتت رحمہا اللہ۔" الطبقات الکبریٰ، 216/2

23 ابن عبدالبر: الاستیعاب 1920/4.

24 صحیح بخاری، ج ۲ "کتاب الشروط' باب الشروط فی الجہاد والمصالحہ مع أہل الحرب وکتابۃ الشروط' حدیث 2581، ص: 974.

25 ابن قیم: اعلام الموقعین 12/1

26 ابن عبدالبر: الاستعیاب فی معرفۃ الاصحاب، 410/4 ترجمہ 2347.

27 عمر رضا کحالہ: أعلام النساء، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ط/10، 1991ء 356/3

28 الطبقات الکبریٰ 92/8.

29 ابن حجر العسقلانی: تہذیب التہذیب، 563/6، رقم 12049 ، دارالمعرفۃ، بیروت، 1996ء

30 ابن عبدالبر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 792/2

31 الذہبی، شمس الدین: تذکرۃ الحفاظ، 433/1

32 الاستیعاب، 3 /800.

33 ایضاً۔

34 عمر رضا کحالہ: أعلام النساء، 205/5.

35 القرشی، عبدالقادر: الجواہر المضیءۃ فی طبقات الحنیفۃ، 445/1 ، دارالکتب العلمیہ بیروت، 2005

36 الذہبی: العبر فی أخبار غبر، 149/2، دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان، 1985ء

37 ابن جوزیۃ: المنتظم، 315/6.

38 عمر رضا کحالہ: أعلام النساء' 49/5.

39 خطیب بغدادی: تاریخ بغداد، 442/14

40 ابن کثیر: البدایۃ والنہایۃ، 195/11.

41 ابن کثیر: البدایۃ والنہایۃ، 195/11

42 محمد علی الشوکانی: البدر الطالع، 340/1.